سلسلة مطوية بالأردو (48)

جشنِ شبِ برأت کی کوئیِ بنیاد نہیں

(لا أصل لاحتفال ليلة النصف من شعبان)

اعداد

ندیم اختر سلفی

داعية هندي

بجمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات

بحوطة سدير

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في حوطة سدير

تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والدعوة والإرشاد

گزرے ہوئے نیک لوگوں کا یہ حال تھا کہ جب شعبان کا مہینہ آتا تو قرآن کی تلاوت کا زیادہ اہتمام کرتے، رمضان کے روزے پر کمزور اور فقراء ومساکین کو تقویت پہنچانے کی خاطر اپنے مال کی زکاۃ نکالتے، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ: میں نے آپ کو ماہِ شعبان جتنے نفلی روزے کسی دوسرے مہینے کے رکھتے نہیں دیکھا ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ذاك شَهرٌ يَغفُلُ النّاسُ عنه بيْنَ رَجَبٍ ورَمضانَ، وهوشَهرٌ تُرفَعُ فيه الأعمالُ إلى ربِّ العالَمينَ، فأُحِبُّ أنْ يُرفَعَ عملي وأنا صائمٌ) (یہ ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں، یہ مہینہ وہ ہے کہ جس میں لوگوں کے اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا عمل ایسی صورت میں اٹھایا جائے کہ میں روزے کی حالت میں ہوں) (احمد ح: 21753، نسائی ح: 2357، امام البانی نے اسے حسن کہا ہے)۔

اس ماہ کے مقام سے ہٹ کر بعض لوگوں نے شعبان کی پندرھوین رات کو جشن وعبادت، قرآن کی تلاوت ، نفلی نمازیں، قبرستان کی زیارت اور اس کے دن کو روزہ کے لئے جو خاص کیا ہے وہ بدعات میں سے ہے ، اس عمل پر کوئی صحیح دلیل نہیں جس پر اعتماد کیا جاسکے، اس رات کی فضیلت میں چند ضعیف حدیثیں ہیں جو قابل اعتماد نہیں، اسی طرح اس رات میں خصوصی طور پر نماز کے تعلق سے جو حدیثیں وارد ہیں وہ سب منگھڑت ہیں، جمہور علماء کا جس پر اجماع ہے وہ یہ کہ اس رات کا جشن بدعات میں سے ہے شریعت میں اس کی کوئی بنیاد نہیں، بلکہ عصرِ صحابہ کے بعد اسے اسلام میں ایجاد کرلیا گیا ہے۔

نصفِ شعبان کے متعلق مسند احمد (ح: 6642) میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(يَطَّلِعُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا لِاثْنَيْنِ مُشَاحِنٍ وَقَاتِلِ نَفْسٍ) (بیشک اللہ تعالی نصف شعبان کی رات کو جھانکتے ہیں اور ایک دوسرے سے بغض و عداوت رکھنے والوں اور خود کشی کرنے والے کے علاوہ ساری مخلوق کو بخش دیتے ہیں)۔

(اور سنن ابن ماجہ ح: 1148 بروایت ابو موسی الأشعری (رضی اللہ عنہ)میں یہ اضافہ ہے) (إِلَّا لِمُشْرِكٍ،أَوْ مُشَاحِنٍ) (شرک کرنے والے اور باہم بغض و عداوت رکھنے والوں کے علاوہ) یعنی ان دو کے علاوہ سب کو معاف کردیتا ہے۔

تو معلوم ہونا چاہئے کہ اس حدیث میں پندرہ شعبان کو خاص طور پر روزہ رکھنے کی کوئی دلیل نہیں ، مغفرت کو نصفِ شعبان کے روزے اور اس کی رات کی عبادت سے نہیں جوڑا گیا ہے، بلکہ اسے توحید اور نفس کی صفائی سے جوڑا گیا ہے کہ جو مشرک اور کینہ پرور نہیں ہوگا اللہ اس کے گناہوں کو معاف کردے گا، اور یہ مغفرت شعبان کی صرف اسی رات تک محدود نہیں بلکہ صحیح مسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر پیر یعنی سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں پھر ہر اس بندے کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کوشریک نہ کرتا ہو، سوائے ان لوگوں کے جن کے درمیان کینہ یا نفرت ہو ، کہا جاتا ہے کہ ان کو تب تک رہنے دو جب تک یہ صلح نہ کرلیں، ان کو تب تک رہنے دو جب تک یہ صلح نہ کرلیں،ان کو تب تک رہنے دو جب تک یہ صلح نہ کرلیں۔(مسلم ح:2565 بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

اللہ ہمیں سنت کا پابند بنائے اور بدعات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔